مولانا عبدالرحمان کیلانی

احکام و مسائل

تجارت اور سودا بازی

۱۷۔ قرض لینے کے بعد سودا بازی نہ کی جائے:

۱۸۔ جس مال پر قبضہ نہیں ہوا، اس کا نفع بھی جائز نہیں:

"عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) لا یحل سلف و لا بیع۔

(۲) و لا شرطان فی بیع۔

(۳) و لا ربح ما لا یضمن۔

(۴) و لا بیع ما لیس عندک۔ (رواہ الترمذی)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۔ پیشگی دیا ہوا قرض اور بیع جائز نہیں (اگر بائع پہلے ہی مشتری کا مقروض ہے تو سودا بازی کے وقت مشتری ضرور کم قیمت لگانے کی کوشش کرے گا اور بائع لحاظ کرنے پر مجبور ہوگا۔ ایسی صورت میں یہ بیع درست نہ ہوگی۔

۲۔ ایک بیع میں دو شرطیں حلال نہیں (نقد قیمت کم، ادھار قیمت زیادہ)

۳۔ جس مال پر قبضہ نہیں ہوا، اس کا نفع حلال نہیں۔

۴۔ جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں اس کا بھی سودا مت کرو۔

• جس مال پر قبضہ نہیں ہوا، اس کا نفع حلال نہیں سے یہ مراد ہے کہ اس میں اگر نفع ہو جائے تو وہ پہلے بائع کا ہوگا (جو دراصل اس کا مالک ہے) اور مشتری جس نے اس سے وہ مال خرید کر آگے فروخت کیا ہے، چونکہ ابھی اس مال پر اس کا قبضہ نہیں ہوا تھا، اس لئے یہ موجودہ نفع اسے نہیں بلکہ پہلے بائع کو ملے گا۔

۲- بیع شدہ چیز جب تک (بطور ضمان) بائع کے پاس ہے۔ اس کے نفع و نقصان کا وہی ذمہ دار ہے جبتک کہ مشتری اسے اپنے قبضہ میں نہیں کر لیتا۔ اگر وہ کوئی جانور ہے اور اس مدت میں وہ بچہ جنے تو وہ بائع ہی کا ہوگا۔ اور اگر مر گیا تو بھی اسی کا نقصان ہے۔ ذیل کی حدیث بھی اس پر شاہد ہے :

"عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : الخراج بالضمان"

(رواہ الخمسۃ)

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: انتفاع باعتبار ضمان کے ہے۔" (احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی)

یعنی جو نقصان کا ذمہ دار ہے، نفع بھی اسی کا ہے۔ اس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے بکری خریدی۔ اس نے مشتری کے ہاں بچہ دیا۔ اس نے اس کے دودھ وغیرہ سے بھی فائدہ اٹھایا اب اگر اس بکری میں کوئی ایسا عیب نکل آیا ہے جو بائع کے ہاں بھی موجود تھا تو اب مشتری اسے پہلے داموں پر واپس کر سکتا ہے۔ باقی رہے وہ منافع جو خریدنے والے کو حاصل ہوئے تو فرمایا یہ اسکا حق ہے کیونکہ اگر بکری مر جاتی تو یہ نقصان اس (مشتری) کا ہی ہوتا۔

البتہ "رہن" کا معاملہ الگ ہے کیونکہ رہن شدہ چیز مرتہن کی نہیں ہو جاتی، راہن ہی کی رہتی ہے۔ اس لئے اس کا نفع نقصان بھی راہن (رہن رکھنے والے) کا ہوتا ہے۔ بخلاف الخراج بالضمان کے کہ اس کا اصل مالک مشتری (گاہک) ہوتا ہے۔

۱۹- سودا بازی کرتے وقت اپنے مال کے عیب سے آگاہ نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے :

"عن حکیم بن حزام، قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : البیعان بالخیار مالم یتفرقا فان صدقا وبینا بورک لھما وان کتما وکذبا محقت برکۃ بیعھما" (متفق علیہ)

"حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بائع اور مشتری دونوں مختار رہیں (سودا طے کرنے یا فسخ کرنے کے) جبتک کہ علیحدہ نہ ہوں۔ پھر اگر انہوں نے صاف گوئی سے کام لیا اور مال کے عیب کی وضاحت کر دی تو ان کے سودا میں برکت دی جاتی ہے اور اگر کچھ عیب وغیرہ چھپا گئے یا جھوٹ سے کام لیا تو ان کی بیع سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔"

ہمارے ہاں اکثر کاروبار میں بائع اور مشتری کے علاوہ ایک تیسرا شخص بھی آ داخل ہوتا ہے جسے دلال یا کمیشن ایجنٹ کہا جاتا ہے۔ ان دلالوں کی طرفین سے طے شدہ کمیشن ہوتی ہے۔ یہاں تک تو معاملہ گوارا ہے۔ اب دلال یہ کام کرتا ہے کہ بائع سے درپردہ الگ معاملہ طے کرتا ہے کہ میں خواہ کتنی قیمت پر بیچوں تم (بائع) اتنی رقم کے حقدار ہو یا خود بائع ہی دلال سے کہہ دیتا ہے کہ مجھے بہر حال اتنی رقم ملنی چاہیئے۔ اگر تم زائد رقم وصول کر سکو تو وہ تمہاری اپنی۔ اور اس معاملہ کو مشتری سے صیغۂ راز میں رکھا جاتا ہے۔ دلال اب مشتری کو سبز باغ دکھا کر کافی رقم بٹور لیتا ہے اور جب معاملہ طے ہو جائے تو یہ زائد (خفیہ) رقم بائع سے وصول کر لیتا ہے اور دونوں طرف سے کمیشن بھی لے لیتا ہے۔ یہ بیع ناجائز ہے۔ کیونکہ اگر مشتری کو اصل حالات کا علم ہو جائے تو وہ یقیناً بیع فسخ کر دے۔ اور زائد رقم جو دلال ہضم کر لیتے ہیں وہ قطعاً حرام ہے۔

مزید احادیث بھی ملاحظہ فرمائیے:

"عن واثلة بن الاسقع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: من باع عیبا لم یتنبہ لم یزل فی مقت اللہ اولم تزل الملٰئکۃ تلعنہ"

(رواہ ابن ماجہ)

"واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس شخص نے اپنی عیب دار چیز بتلائے بغیر بیچی وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہے گا، یا فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے"

آج کل عیب دار مال کو اچھے مال میں اس طرح چھپا دینا کہ مشتری سے اس کا عیب مخفی رہے، ایک باقاعدہ فن کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اور جو شخص اس کام میں ماہر ہو اسے بہت سمجھ دار متصور کیا جاتا ہے۔ یا اگر کوئی جانور فروخت کرنا ہو تو اس کے اصل مالک کو اس کے متعلق جو کچھ معلوم ہوتا ہے مشتری اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس طرح عیب بتلائے بغیر چیز کی صحیح قیمت وصول کر لیتا ہے۔ یہ صریح فریب کاری ہے اور ایسی بیع حرام ہے۔ ذیل کی حدیث اس کی مزید وضاحت کر رہی ہے۔

"عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرّ علی صبرۃ طعام فادخل یدہ فیھا فنالت اصابعہ بللا، فقال ماھذا یا صاحب الطعام؟ قال اصابتہ السماء یا رسول اللہ! قال افلا جعلتہ فوق الطعام حتی یراہ الناس من غش فلیس منی" (رواہ مسلم)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلہ کے ایک ڈھیر پر گذر ہوا، آپؐ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو انگلیوں کو نمی محسوس ہوئی، فرمایا: اسے غلے والے، یہ کیا؟ کہنے لگا، یا رسول اللہ، بارش ہو گئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: تو تو نے اس مندار غلہ کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہ کر دیا تاکہ لوگ دیکھ سکتے؟ پھر فرمایا، جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں۔"

ایسے فریب کار آدمی سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس قدر بیزاری کا اظہار فرما رہے ہیں کہ ایسے شخص کو مجھ سے کوئی تعلق نہیں لہٰذا ایسی فریب کاریوں سے پرہیز کیجئے، یا پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لاتعلقی گوارا کر لیجئے۔

۲۰۔ سودا واپس موڑ لینا کارِ ثواب ہے:

"عن ابی ھریرۃ قال، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: من اقال مسلماً اقالہ اللّٰہ عثرتہٗ یوم القیامۃ۔" (ابو داؤد، ابن ماجہ)

"حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بائع کسی مسلمان کا سودا واپس کر لے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہوں کو موڑ دے گا (یعنی سودا مکمل ہو جانے کے بعد پھر مشتری کی خواہش پر سودا واپس لے کر اس کی قیمت اسے واپس دے دے، اللہ اس کے گناہ معاف فرما دیگا)"

اور ہمارے ہاں اکثر دوکانوں پر لکھا ہوتا ہے کہ "خریدا ہوا مال واپس نہ ہوگا" اس واپس نہ کرنے میں جو کچھ مضمر ہے اس سے سب آگاہ ہیں۔ ذیل کی حدیث میں اس کی صراحت بھی موجود ہے:

"عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، قال البیعان بالخیار ما لم یتفرقا الّا ان تکون صفقۃ خیار۔ ولا یحل لہٗ ان یفارق صاحبہ خشیۃ ان یستقیلہٗ۔" (ترمذی، ابو داؤد، نسائی)

"عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بائع اور مشتری جب تک جدا نہ ہوں، سودے کے متعلق مختار رہیں الّا یہ کہ اختیار کی شرط بھی کر لی جائے۔ اور دونوں میں سے کسی کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ اس خوف سے جلد جدا ہونے کی کوشش کرے کہ کہیں سودا واپس نہ ہو جائے۔"

۲۱ - ایک ہی بیع دو صورتوں میں نہ کی جائے :

"عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیعتین فی بیعۃ"

(رواہ مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی) ولابی داود "من باع بیعتین فلہ اوکسھما اوالربا"

"حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی سودا دو صورتوں میں کرنے سے منع فرمایا ہے - (اور ابوداؤد نے اضافہ کیا ہے کہ) جس شخص نے ایک ہی سودا دو صورتوں میں کیا تو مشتری کیلئے کم قیمت والا ہی ہے، یا پھر وہ سود ہوگا"

اس شرط کا اطلاق اس وقت ہوگا جب کسی سے ایک ہی وقت میں دو سودے کئے جائیں. نقد کم قیمت پر اور ادھار زیادہ قیمت پر - بعض علماء کا خیال ہے کہ اس شرط کا اطلاق صرف اس صورت میں ہوگا جبکہ ایک ہی شخص سے دو سودے کئے جائیں لیکن جب خریدار مختلف ہوں تو ادھار اور نقد قیمت مختلف ہو سکتی ہے مثلاً ایک شخص ایک کرسی تیس روپے نقد پر فروخت کر رہا ہے - پھر اس کے بعد کوئی دوسرا ادھار کا گاہک آتا ہے تو بائع وہی یا اس جیسی کرسی اس کے ہاتھ ۳۵ روپے کی بیچ دیتا ہے تو یہ جائز ہے کیونکہ دونوں سودے الگ الگ ہیں - جس چیز سے منع فرمایا گیا کہ ایک ہی سودے میں دو سودے مت کئے جائیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی مشتری سے نقد اور ادھار کی قیمتیں الگ الگ نہ طے کی جائیں -